سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳؎)

کرسمس نمبر

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹




نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے۔ عـ۱ـ وارث روڈ لاہور] اڈیٹرانچیف

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔لاہور } اسسٹنٹ اڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب ایم۔اے۔ ایمپرس روڈ۔لاہور } منیجر

خط وکتابت وترسیل زر وغیرہ بنام منیجر صاحب ہونا چاہئے تمام مضامین واشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے بنام اڈیٹر ارسال زاکر مشکور فرمائیں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۲ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء | نمبر ۵۲

غزل کرسمس

جناب منت کے قلم سے

سر کے بل آؤ بیت لحم کی طرف چلو
آنکھیں بچھاؤ بیت لحم کی طرف چلو

گو ہے خدا وہ خود مگر انسان بن گیا
دہشت نہ کھاؤ بیت لحم کی طرف چلو

ہو کر ملایکہ کے ہم آواز وہم سرود
تمجید گاؤ بیت لحم کی طرف چلو

جاگو کمر کو باندھو اب اٹھنے کا وقت ہے
بستر اٹھاؤ بیت لحم کی طرف چلو

دیکھو وہ آگے آگے مجوسی ہیں رہ نورد
مل ان میں جاؤ بیت لحم کی طرف چلو

مُردہ فریسیوں کے دل انکی کردنہ رہیں
کیوں دم چراؤ بیت لحم کی طرف چلو

پیدا ہُوا نجات دہندہ گذشتہ شب
سب کو سناؤ بیت لحم کی طرف چلو

چرنی میں ہے مسیح خداوند ذوالجلال
تم بھی وہ پاؤ بیت لحم کی طرف چلو

رستہ ادب کا ہے یہ ادب کا مقام ہے
سر کو جُھکاؤ بیت لحم کی طرف چلو

کھایا کیا یا سال بھر اب اسکے واسطے
کیا کچھ ہے؟ لاؤ بیت لحم کی طرف چلو

چالوں سے وہ تمہاری نہ جائے کہیں مچل
اس کو مناؤ بیت لحم کی طرف چلو

پیدائش اُسکی دے نئی پیدائش آپکو
دیماں لاؤ بیت لحم کی طرف چلو

منت نہ زیادہ اس سے خوشی ہوگی اور کیا
گاؤ بجاؤ بیت لحم کی طرف چلو

غزل

جناب ایچ۔کے ہربرٹ مہجور کے قلم سے

از سپہر آمد برے ارض محبوبم ببیں
شد منور از جمالش یکسرہ روے زمیں

ظلمت از عالم رمید وگشتہ پنہاں در عدم
روز روشن شد مضاعف ختم شد ظلِ زمیں

مولدِ عیسیٰ شدہ چوں نور در نور خدا
شد درفشاں نجو مہر وماہ چتر عنبریں

تابِ دیدارش نبودش شد پریشاں وخجل
روئے خود پوشید ومخفی گشت شیطان لعیں

چوں نظر کردند بارے بر رُخِ پُر نور او
شد درخشاں مہر وماہ واختر ودر ثمیں

زائراں را دل ز دیدارش بے مسرور گشت
وز سرور وسور پُر شد از رخش جان حزیں

صورت انساں گرفتہ بہر انساں شد ذلیل
آنکہ مسکن داشت دریپلوے رب العالمیں

از چوں دیدہ حالتِ ما بیکساں شد بیقرار
در جہاں آمد گشتہ بہرِ مظلوماں ظنیں

تا درین عالم قیامش بودہ روز وشب بجان
بیکساں را حامی ودل خستہ را بودہ معیں

قدسیاں گویند یا اہلِ جہاں شادی کناں
آنکہ بودہ ابن مریم منجی عالم ہمیں

تو چرا مہجور از فضل مسیحا غافلی
بر چلیپا ریختہ شد بہر تو خون ثمیں

غزل

مسرت کی ہے بو نکلی چمن میں آج گل تر سے
عنادل کے نیا سہرا گلو نکا ہے بند حاسر سے

بنا ہے آج کیوں شہدونشاں خانہ مسرت کا
صدای تہنیت آتی ہے کیوں دیوار سے در سے

رنگون ۱۵ دسمبر۔ برہا فرنٹیر سروس کے تین افسروں کے تمام غلاموں کو رہا کرانیکی غرض سے وادی ہکاونگ میں جانے کے انتظامات کئے گئے ہیں۔

ضیائے ابنِ مریم سے ہوئی کافور تاریکی
ہے رُوئے پاک چھت دیوار و درِ جنت کا ہُو عیسےٰ
چلا جاؤں گا میں ہمراہ جنت میں مسیحا کے
لب و دندان عیسےٰ لیگئے سبقت منافی میں
بقائی میرا محبوب وہ دیتا ہے پینے کو
ایسے چہرۂ عیسےٰ بسا ہے جسکی نظروں میں
کوئی پرچھے چھپا رکھا ہے کس نے نور سے دلکو
خزاں کیئے نہ اے یارب مرے نخلِ تمنا میں
رہیں کشت و چمن سیراب اہلِ ابنِ مریم سے

مدینے سے حرم سے دیر سے کعبے سے گھر گھر سے
عمارت کیا کرینگے ہم بنا کر سنگ مرمر سے
کہاں کا خوف کیسا ڈر ہمیں اُس روزِ محشر سے
برف سے لعل سے یاقوت سے مرجاں سے گوہر سے
ہمیں تو واسطہ کچھ بھی نہیں ہے آبِ کوثر سے
وہ کامیاب کو کسی خورشید رو کے دید کو ترسے
شمع سے برق سے خورشید سے نیّر سے اختر سے
ہے باغِ جہاں آراستہ پھولوں کے زیور سے
سماں سے عوض بارش ابر آب بقا رہے

منیر آؤ یہ ہے دیکھو عیاں نورِ مسیحائی
زمرد سے زبرجد سے نگینے سے جواہر سے

دبیر بنگہ منیب

. . . منہ نگار ثابت ہونگے۔ جناب نے نور روز کے لئے ایک مضمون بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے اور یقیناً وہ بھی اس کلام معجز نظام کی شل نہایت دلچسپ ہوگا۔ گو آپ شرماتے ہوئے بمشکل سامنے آئے ہیں۔ مگر جب ایک بار آپ کا قلم چلنا شروع ہو جائیگا تو ناظرین خوب لطف اٹھائینگے۔ ہم نور افشاں کو ایسے اہلِ قلم اور عزتمند مسیحی نامہ نگاروں کی معاونت پر مبارکباد کہتے ہیں خان

مالکِ ارض و سما ہے اپنا مہماں اِن دنوں
ہوگیا وہ نورا نور نور افشاں ان دنوں
در والفت سے نہیں بڑھ کر ہے درماں اِن دنوں
ہو رہے ہیں غیب سے کارِ نمایاں اِن دنوں
ناز کرتا تھا فلک شمس و قمر پر روز و شب
غنچۂ امید پژمردہ پڑے تھے کھل گئے
جس طرف دیکھو وہیں شورِ مبارکباد ہے
آفتابِ صدق کی اتنی ضیا باری ہوئی
ماہ سے ماہی تلک چمکی شعاعیں نور کی
گود میں مریم کی ہے وہ لعل جسکو دیکھکر

شکلِ انسانی میں آئے ابنِ یزداں اِن دنوں
مٹ گئے ہیں خود بخود کُل داغِ عصیاں اِن دنوں
غیرتِ گُل ہوگئے خارِ بیاباں ان دنوں
ہوگئے اے کار رفتہ کارِ شیطاں ان دنوں
آفتابِ صدق پر عالم ہے نازاں اِن دنوں
سینہ و دل ہوگئے رشکِ گلستاں اِن دنوں
ہے تو ہر کار مردِ سلیماں اِن دنوں
نور افشاں کے ورق ہیں نور افشاں اِن دنوں
نورِ عیسیٰ سے ہے روشن نورِ ایماں اِن دنوں
لال غیرت سے ہوا لعلِ بدخشاں اِن دنوں

واد کیوں پائے نہ حشمت ہر غزل ہر شعر پر
منجی محبوب کا ہے وہ ثناخواں اِن دنوں

حیات جاوداں

جی میں آتا ہے کہ بیت اللحم کے مولود پر
دیکھتے تھے راہ جسکی آج۔ لو! وہ آگیا
درسِ عرفانِ الٰہی مفت لیں عیسیٰ سے سب
آگئی دنیا میں اب امراض اِلحن کی شفا
لوٹئے دل کھول کر اس کی محبت کے مزے
کیجئے روشن سینہ خانے کو اس کے نور سے
اس کو دل میں لیجئے اور دل اسی کو دیجئے
دیجئے۔ دس محبت لیس رحماں اب میں

شوقِ دل سے زندگی کو اپنی قرباں کیجئے
خانۂ دل میں خوشی سے اس کو مہماں کیجئے
اس کی شاگردی سے پھر دیدارِ رحماں کیجئے
شانِ کامل یہ ظاہر دردِ عصیاں کیجئے
اس کے قدموں پر نثار اب دین و ایماں کیجئے
مہرِ سینے سے دلوں کو ماہِ تاباں کیجئے
یوں حیاتِ جاوداں کا اپنی ساماں کیجئے
قلبِ ویراں کو گھڑی میں رشکِ بستاں کیجئے

تو شفیعِ عاصیاں ہے مالکِ ہر دوسرا
میرے مولےٰ مشکل ناور کو آساں کیجئے

نادر

بڑا دن مبارک ہو

تراشِ قلم ماسٹر جی۔ ایم قمر بٹالوی۔ رائے ونڈ

ہزاروں غنچے کھلے ہوئے ہیں تمام گلشن مہک رہا ہے
شجر شجر پہ چمن میں بلبل ہوائے گل میں چہک رہا ہے

ہے کس کی آمد کا شور ہر سو۔ کرے ہے قمری جو آج کو کو
سجا ہے کیسا چمن جہاں کا غضب کا جوبن جھپک رہا ہے

ہے خیر مقدم مسیحِ دوراں۔ ہوا ہے باغِ جہاں میں مہماں
اُسی کی آمد پہ آج ہر سو خوشی کا اختر چمک رہا ہے

ہے کیسا یومِ سعد ولادت کہ جاگی ہم عاصیوں کی قسمت
ہر اک معاصی کا آج چہرہ خوشی سے ہمدم چمک رہا ہے

گھٹا دکھا کا تھا چھپا ہوا تھا مسیح نے آکے اُسے نکالا
وہ نور سے اندال کر کے لُطف کا ٹپّو چھڑک رہا ہے

مولود مبارک

ہم ایک عرصہ سے جناب آر۔ ایم حشمت صاحب تلمیذ جناب ایل۔ ایم۔ قدر صاحب مرحوم دہلوی کو نور افشاں میں مضامین لکھنے پر مائل کر رہے تھے۔ مگر آپ ہمیشہ تامل ہی کرتے رہے۔ ہم آپ کو آخر نور افشاں کے میدان صحافت میں لے آنے میں کامیاب ہو ہی گئے یہ آپ کا پہلا کلام خوش کام ہے جس سے آپ کی قابلیت ذہن رسا اور بلند خیالی نمایاں ہے۔ یقین کامل ہے کہ آپ شاندار

نور افشاں

مطبوعہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء

جملہ خریداران و نامہ نگاران نور افشاں کو عید کرسمس مبارک ہو

واقعی یسوع مسیح کے جنم کی یادگار مسیحی دنیا کے لئے خصوصاً اور تمام دنیا کے لئے عموماً کمال خوشی و فرحت کا موجب ہے۔ ہمارے لئے جو یسوع مسیح کے شاگرد و دوست ہیں زیادہ شادمانی کا باعث ہے کہ ہم یسوع مسیح کی تشریف آوری کو اہلِ دنیا کے لئے خدا کی عظیم الشان بخشش اور اُس کا لاثانی انعام یقین کرتے ہیں اور مانتے ہیں کہ اسرائیل کے خدا نے اپنے بیٹے کو بطور بخشش و انعام بخش کر نہ صرف یہودی قوم پر کمال رحم فرمایا بلکہ تمام دنیا پر رحم کیا۔ ہم خدا کی دنیا میں رہتے ہوئے نہ صرف اس بخشش کی ناشکری نہیں کر سکتے بلکہ ہمیں اوروں کی نسبت زیادہ شکر کرنا لازم آتا ہے کیونکہ ہم اس کے پیرو اور اُسے ماننے والے ہیں۔

خدا کی بخشش مذکور کی عظمت و بزرگی جاننے کے لئے سب سے پہلے بخشش کے زمانہ پر غور کرنا چاہیے۔ کہ وہ کیسا تاریک و پُرظلم زمانہ تھا۔ جب خدا نے دنیا کو یسوع مسیح کی بخشش کے ساتھ یاد فرمایا تمام زمین پر اس زمانہ میں حکمرانِ دہر خدا مانے جاتے تھے۔ وہ لوگوں کے جان و مال کے مطلق العنان مالک ہو کر جس طرح چاہتے تھے بنی نوعِ انسان پر بے روک ٹوک ظلم و ستم کرتے تھے۔ دنیا کو اس زمانہ میں خطرناک انیائیں فنا کر رہی تھیں۔ اہل دنیا کو ایسی بیڑیاں لگی تھیں کہ جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہودی قوم دنیا کے خداؤں سے منکر ہو کر۔ ان کی عبادت نہ کرنے کے باعث خوفناک مظالم کا تختۂ مشق بن رہی تھی اس چھوٹی سی قوم کو خدا نے یسوع مسیح عطا فرمایا کہ نہ صرف اُسے نجات بخشے بلکہ اقوام دہر کے مظلوموں کو رہائی اور خلاص عطا فرمائے۔

خدا کی بخشش مذکور کے مکان پر بھی سوچنا چاہیے کہ جس جگہ اور مکان پر یہ الٰہی بخشش ظہور نما ہوئی تھی وہ کوئی شاہی محل نہ تھا۔ نہ اس زمانہ کے امرا کی کوئی حویلی تھی۔ نہ کسی غریب کی جھونپڑی تھی جہاں خدا کی یہ بخشش عظیم سب سے پہلے اہل دنیا میں سے کسی کی آگاہی میں آئی تھی۔ بلکہ وہ جگہ ایک کہنہ ٹوٹی پھوٹی سرا کی چرنی تھی۔ جسے رضا الٰہی نے فاتح دہر کا تخت بنایا تھا۔ جس کے آگے دنیا کے قیاصر کے تاج و تخت نے مات دیکھنا تھا۔ اُن کی قدرت و خدائی اور طاقت و اختیار نے جھکنا تھا۔ مگر یہ تمام باتیں ہنوز پردۂ غیب میں پنہاں تھیں وہ جس نے زمین پر سر دھرنے کی جگہ نہ پا کر خدا کی عالمگیر سلطنت کا اکیلا شہنشاہ بننا تھا اسے چرنی کو مہد بنانا ہی ضرور تھا تاکہ معلوم ہو کہ دنیا کی زندگی کے دروازے ابتدا ہی سے اس پر بند تھے۔ یسوع مسیح جو زمین پر زندہ رہ گیا جسے خدا کی بادشاہت کے قیام کیلئے بھیجا صرف خدا کی قدرت نے زندہ رکھا تھا

اس خاندان کو بھی یاد کرنا چاہیے جسے خدا کی بخشش یسوع نام کی پہلے پہل ملی تھی۔ گو وہ ایک شاہی خاندان تھا۔ پر حضرت داؤد و ابراہیم کی دینی میراث کے سوا اُس کی ملکیت میں کچھ نہ تھا وہ بڑھئی کا پیشہ کر کے اوقات بسری کیا کرتا تھا۔ قیصر روم کی افواج کے خیموں کے کھونٹے گھڑ گھڑ کر زندگی گذرا کرتا تھا۔ اس کی قوم میں بھی اسے عزت کا کوئی مرتبہ حاصل نہ تھا۔ ایسے چھوٹے خاندان کو خدا نے یسوع نام کی وہ بخشش عطا فرمائی کہ جبکہ خدائی کے آج تک اقوام دہر میں راگ گائے جاتے ہیں۔ وہ آج کے دن اس عزت و حرمت کا مستحق سمجھا جاتا ہے جو مصر و فنیکی۔ بابل و نینوہ۔ یونان و روم عرب و ایران بلکہ ہندوستان تک اپنے بادشاہوں کو دیا کرتے تھے۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ عزت و حرمت کے لائق خیال کیا جاتا ہے۔

بلاشک ہر ایک بچہ جو ہماری دنیا میں پیدا ہوتا آیا ہے اور پیدا ہوگا خدا کی بڑی بخشش ہو کر ہی پیدا ہوتا آیا ہے پر یاد رکھئے کہ خدا کی تمام بڑی بخششیں ایک ہی معانی اور ایک ہی قدر و قیمت کی نہیں ہوتی ہیں۔ یسوع مسیح ابنِ داؤد خدا کی ایک بڑی بخشش ہو کر دنیا میں آیا۔ اُس کا بڑی بخشش ہونا ہم ۱۹۲۵ء کے اختتام کے قریب کھڑے ہو کر بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ کلام میں اس بخشش کی بابت کہا ہے کہ

> خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔

پس ہم اپنے جملہ کرمفرماؤں کو خدا کی **اس عظیم الشان بخشش** کے ساتھ مبارکباد دیتے ہیں انہیں یاد کراتے ہیں کہ خدا کی یہ بخشش اس کی محبت کا انعام ہے۔ خدا سے محبت کرنے والے اس بخشش کو خدائی انعام جان کر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتے انہوں نے اسے شکر گذاری کے ساتھ ضرور قبول کرنا ہے۔ جنہیں خدا کی محبت کا اعتبار و یقین نہ ہو اُن سے کسی کو یہ امید نہیں ہوسکتی کہ وہ خدا کی اس عظیم الشان بخشش کو قبول فرمائینگے۔

بمبئی ۱۶ دسمبر۔ کراچی کے پورٹ ٹرسٹ نے ...ایک کروڑ روپیہ کا جو قرضہ طلب کیا تھا اس سے زیادہ روپیہ اُسے پیش ہو چکا ہے۔

(بندے ماترم)

نور افشاں کا کرسمس نمبر

کرسمس نمبر میں نور افشاں کے ان دوستوں کا شکریہ کرنا مناسب ہے۔ جنہوں نے اپنے مضامین نمبر ہذا کے لئے روانہ فرمائے۔ ان میں وہ دوست کم دکھائی دیتے ہیں جو ۱۹۲۴ء کے کرسمس پر بذریعہ نور افشاں خدا کی حمد و ستایش میں گویا ہوئے تھے۔ جنہوں نے نور افشاں کے ساتھ ملکر کرسمس منایا تھا۔ حضرت منت کو چھوڑ کر جن کا اور نور افشاں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ باقی دوست امسال قریباً نئے ہیں جو ۱۹۲۵ء کے کرسمس منانے میں نور افشاں کے ساتھی ہوئے ہیں۔ ہم نور افشاں کے ان دوستوں کا تو دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کا کلام معجز نظام اور ان کی دیگر تحریرات ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے نور افشاں کے کالموں میں پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے رقم فرماؤں کے عیدی جذبات ناظرین نور افشاں کی زندگی کا ذریعہ بنجائیں۔

جن شعراء کرام کا کلام درج نور افشاں ہو چکا ہے وہ ہماری تعریف و توصیف کے محتاج نہیں ہیں تو بھی ان کی بابت اس قدر عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ صاحبان مذکور مسیحی جماعت کا مایہ ناز ہیں۔ جو مسیحیان ہند کے مذہبی جذبات کے اور ان کی خوشیوں اور غمیوں کے قابل ترجمان ہیں۔ خدا کرے کہ مسیحی جماعت میں ایسے ترجمان کثرت سے پیدا ہوں۔

جو مضامین نمبر ہذا میں درج کئے گئے ہیں وہ ہر معنا میں قدر و منزلت کے لائق ہیں۔ ہم مضامین نگاروں کے دل سے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے نور افشاں کے کرسمس نمبر کو کرسمس نمبر بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

نور افشاں کے کرسمس نمبر میں پہلی دفعہ یہ خصوصیت پیدا ہوئی ہے کہ اس میں حضرت مریم کے جذبات کی تفصیل و تشریح کرنے کے لئے پنجاب کی مسیحی خواتین میں سے دو خواتین اپنے بالکل اچھوت اور انوکھے اور نرالے مضامین کے ساتھ اس کے کالموں میں رونما ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک مسز سردار خاں صاحبہ بی۔ اے ہیں۔ دوم مس پی۔ اے لالچند صاحبہ ہیں۔ جنہوں نے ناظرین کرام کو نہ صرف کرسمس کی بابت اعلیٰ اور نفیس خیالات دیئے بلکہ مادری تخیلات و جذبات کا نور افشاں کے کالموں میں اظہار فرما کر اسے درست معانی میں کرسمس نمبر بنا دیا ہے۔ پنجاب کی مسیحی جماعت واقعی خوش قسمت ہے جس میں مسز سردار خاں اور مس لالچند جیسی خواتین اہل قلم موجود ہیں۔

پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کا مضمون یسوع مسیح کے تجسم کی معقولی تفسیر و تشریح ہے جو واقعی نہایت قیمتی ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ناظرین کرام اس سے منفعت عظیم حاصل کرینگے۔

باقی مضامین بھی قابل داد ہیں۔ خدا کرے کہ نور افشاں کا نمبر ہذا ناظرین کرام کی خوشی اور شکر گذاری کو افزود کرنے والا ہو۔

پنجاب جیل کمیٹی کا تیسرا پروگرام

۲۶-۱-۳	لاہور سے روانگی	شام کے ۲۲ بجے ۱۰ منٹ پر
۲۶-۱-۴	ملتان چھاؤنی پہنچیگی	صبح کے ۵ بجے ۵۹ ”
۲۶-۱-۵	ملتان چھاؤنی میں	” ” ”
۲۶-۱-۶	”	” ” ”
۲۶-۱-۷	ملتان سے روانگی	صبح کے ۶ ” ۶ ”
۲۶-۱-۷	منٹگمری میں آمد	شام کے ۱۳ ” ۱۷ ”
۲۶-۱-۸	منٹگمری سے روانگی	شام کے ۱۹ ” ۴۴ ”
۲۶-۱-۸	لاہور میں آمد	شام کے ۲۰ ” ۵ ”

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

کرسمس اور کھنڈوا مسیحی آشرم

ہم بڑے دن کی خوشیوں میں مسیحی پبلک کی آگاہی سی۔ پی کے کھنڈوا مسیحی آشرم کو ضرور لانا چاہتے ہیں۔ تمام ہندوستان میں یہی ایک آشرم ہے جو دیسی مسیحیوں کی طرف سے اس غرض سے جاری کیا گیا ہے کہ اس میں مسیحی خدام تدبیر و تشہیر ایسے اصول پر تیار کئے جائیں جو خالص مشرقی اور خصوصاً ہندی اصول ہے کہ وہاں کے خدام ہند میں مشرقی طریق پر مسیحی خدمت کو انجام دیں۔ یہ آشرم ان صاحبان کے جذبات کی جیتی جاگتی تصویر ہے جو مسیحیت کو مشرقی لباس میں دکھانے کے خواہشمند ہیں۔ کیا بڑے دن کی خوشی کے ایام میں کھنڈوا آشرم کی امداد کرنا کچھ کم موجب راحت ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس مسیحی دوستوں کے لئے یہ ایک نادر موقع ہے کہ وہ اپنے اپنے تحفے اور ہدیے جو خداوند کی نذر کرنا چاہتے ہیں وہ کھنڈوا آشرم کے منتظموں کے پاس روانہ فرمائیں تاکہ خداوند کے جلال کے کام آئیں۔ پتہ ذیل پر کھنڈوا آشرم کی امداد کے لئے اپنی اپنی امداد روانہ فرمائیں۔

خانصاحب آئی۔ طالب الدین صاحب
آنریری سکریٹری۔ این۔ ایم۔ ایس
چھتیس گڑھ برانچ
رائے پور۔ سی۔ پی

لنڈن ۱۷ دسمبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم بیروت مظہر ہے کہ اب یہ منکشف ہوا ہے کہ موسیو ڈی جوونیل جب پچھلے دنوں الیپو گئے تھے تو کوائے ڈے اور فرانسیسی شامی محکمہ جاسوسی نے انہیں خبردار کر دیا تھا کہ انہیں قتل کرنے کی کوشش کی جائیگی سازشیوں کا پتہ لگ گیا ہے۔

(وندے ماترم)



تولد مسیح اور اسلام

مقبولات اسلام میں یسوع مسیح کے تولد کا بیان نہایت شاندار طور سے آیا ہے۔ مگر جائے افسوس ہے کہ کسی نہ کسی وجہ سے عید تولد کی خوشی حدود اسلام میں موقوف ہوگئی ہے۔ ہم اس کی وجہ تو یہاں بیان کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ پر یسوع مسیح کی پیدائش کا قرآن شریف کی زبانی بیان کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام کو یہ حقیقت معلوم ہو جائے کہ یسوع مسیح کے قرآنی بیان میں اور انجیل بیان میں کہاں تک یکسانیت پائی جاتی ہے اور مسلم صاحبان کے نزدیک یسوع مسیح کا دنیا میں پیدا ہونا کیسی اہمیت رکھتا ہے۔ ذیل کے بیان کو غور سے پڑھا جائے۔

اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا تجھ کو اور پاک کیا تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر عورتوں عالموں کے۔ اے مریم فرمانبرداری کر واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔ یہ خبروں غیب کی سے ہے۔ وحی کرتے ہیں ہم اسکو طرف تیرے اور نہ تھا تو پاس ان کے جس وقت ڈالتے تھے قلموں اپنی کو۔ کون ان میں سے پالے مریم کو اور نہ تھا تو پاس ان کے جب جھگڑتے تھے۔

جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ ایک بات (کلمہ) کے اپنی طرف سے نام اس کا مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نزدیک کے گیوں سے اور باتیں کریگا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ سالوں سے ہے۔

کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے بیٹا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے۔ کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب مقرر کرتا ہے کچھ کام پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے اسکو ہو پس ہو جاتا ہے۔ اور سکھاویگا اسکو لکھنا اور حکمت اور توریت اور انجیل اور کریگا اسکو پیغمبر طرف بنی اسرائیل کے۔ عمران

اور یاد کر بیچ کتاب کے مریم کو جب جا پڑی لوگوں اپنے سے مکان شرقی میں۔ پس پکڑا اورے ان سے پردہ پس بھیجا ہم نے طرف اس کے روح اپنی کو۔ پس صورت پکڑی واسطے اس کے آدمی تندرست کی۔ کہنے لگی تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمٰن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار۔ کہنے لگا سوائے اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا تو کہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ۔ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں میں بدکار۔ کہا اسی طرح کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے تو کہ کریں ہم اسکو نشانی واسطے لوگوں کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے کام مقرر کیا ہوا۔ پس حاملہ ہوگئی ساتھ اس کے۔ پس جا پڑی ساتھ اس کے مکان دور میں جنگل میں . . پس پکارا اسکو نیچے اس کے سے یہ کہ مت غم کھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور ہلا طرف اپنے تنے کھجور کے گر دالیگا اوپر تیرے کھجور تر تازی۔ پس کھا اور پی اور ٹھنڈی رکھ آنکھ کو پس اگر تو دیکھے آدمیوں میں سے کسی کو پس کہہ تحقیق میں نے نذر کیا ہے واسطے باری تعالیٰ کے روزہ پس ہرگز نہ بولونگی آج کے دن کسی آدمی سے۔ پس آئی ساتھ اس کے قوم اپنی میں گود میں لئے ہوئے اسکو۔ مریم

اور مریم بنت عمران جس نے اپنی حفاظت کی۔ پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور مریم نے اپنے رب کے کلمات اور کتابیں سچ جانیں اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔ تحریم

اور وہ عورت (مریم) جس نے حفاظت کی . . . . . . اپنی پس پھونک دیا ہم نے بیچ اس کے روح اپنی کو اور کیا ہم نے اس کو اور بیٹے اسی کے کو نشانی واسطے عالموں کے۔ انبیاء

سوا اس کے نہیں کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا پیغمبر اللہ کا ہے اور کلمہ ہے اس کا ڈال دیا اسکو طرف مریم کے اور روح ہے اسکی۔ نساء

حدیث میں آیا ہے کہ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ شیطان اسکو چھو لیتا ہے۔ جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے سو رو دم چھٹتا ہے چلا کر شیطان کے چھونے سے مگر مریم اور ان کے بیٹے کو شیطان نے ہاتھ نہیں لگایا۔ مشارق الانوار ۹۲۹ و مظاہر الحق جلد اول صفحہ

بیان امر فوق پر نظر ڈالکر ہر ایک ناظر خود نتیجہ نکال سکتا ہے کہ در اصل اسلامی روایات میں یسوع مسیح کی پیدائش ایک عظیم الشان حقیقت ہے۔ مگر مسلمانوں میں اسکی آمد کی خوشی و شادمانی بظاہر نہیں ہوتی پر ہم کہہ نہیں سکتے مسلم دنیا یسوع مسیح کی آمد کی خوشی سے بالکل محروم ہے۔

ضرورت ہے

یو۔ پی۔ سرکل کے واسطے چند ہوشیار تعلیم یافتہ انگریزی دان اور دیانتدار اشخاص کی ضرورت ہے۔ ذیل کے کاموں کے واسطے ڈسٹرکٹ مینیجرس صاحبان۔ سپروائزرس۔ سکریٹریس۔ . . مینیجرس صاحبان کی تنخواہ ۵۰ ماہوار۔ سپروائزرس ۳۰ سکریٹریس ۲۵ اور ہر کارہ پروانگو ذریعہ قسطوں کے حصہ کمپنی سے خریدنا ہوگا جن صاحبان کو اس کمپنی میں کام کرنا منظور ہے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کیجیگا۔

مسٹر اے۔ ڈے سپرنٹنڈنٹ دی ٹریڈیونین لون کمپنی لمیٹڈ (یو۔ پی سرکل) کلکٹر گنج ڈاکخانہ ہاپڑ ضلع میرٹھ

خوابِ روزافضل

عرشِ معلّٰی پر کامل امن و امان تھا اور باوجود اُس مُلک میں وقت کی تمیز نہ ہونے کے ایسا سماں معلوم ہوتا تھا جیسا کہ سیاہ زمین پر اُس وقت ہوتا ہے جبکہ شاہ عالمتاب اپنی سادہ و سفید شرقی پوشاک زرین بوقلموں قبا میں مبدل کرتا ہے کہ اپنی سلطنت کے دولتمند وعیش پسند خطۂ مغرب کا دورہ کرنے کو نکلے۔

اُس کے رخصت ہونے پر سپہرِ بریں کے ستاروں کا کا لشکر زمین کی حفاظت کو آموجود ہؤا اور اس کے ساتھ ہی لشکر فرشتگان نے اپنی جگہیں بدلنی شروع کیں۔ جو کام میں مشغول تھے سیر کو نکلے اور ان کی جگہ دوسرے اپنے اپنے کاموں پر جالگے۔ اگرچہ وہ تھکان کا نام بھی نہیں جانتے پر تبدیلِ شغل سے اُن کو بھی اسی طرح فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے جیسے کہ دنیا کے لوگوں کو۔

دورانِ سیر میں فرشتگان بہشت کے باغ اطمینان میں جا نکلے۔ جو دریائے آبحیات کے کنارے واقع ہے اور ہر موسم کے پھولوں کی خوشبو سے معطر ہے۔ کیونکہ وہاں موسم کی کوئی تمیز نہیں۔

ان سیر کرنے والوں میں تین جوان نہایت حسین اور جسیم تھے جن کی آو اور جاگما رہتی اور جنکی طرف توجہ سے باقی فرشتے رجوع تھے معلوم ہوتا تھا کہ یہ مقربین خاص تھے۔ اُن میں سے پہلا میکائیل تھا۔ جس کے سپرد زمین کے جنگ وجدل و انصاف کا محکمہ تھا۔ دوسرا فرشتہ یوریل جس کے اختیار میں تمام دنیا کے علوم و فنون ہیں اور رفائیل جو دنیا کی تمام صلح سلامتی اور نیکی کا منتظم ہے یہ تینوں زمین کی سیر کر کے آئے تھے اور اپنے اپنے تجربوں اور سرگذشت کی گفت و شنید کر رہے تھے۔ میکائیل کے ہاتھ میں دودھاری تلوار تھی اور وہ نہایت بھاری آواز سے کہنے لگا کہ دنیا۔۔ جنگ وجدل سے بھری ہے۔ اس میں بے انصافی پھلتی پھولتی ہے اور دنیا کی سب سے بڑی لعنت یہ ہے کہ بدی نیکی کو مغلوب کر دیتی ہے۔ آزادی پسند قومیں لا کو مطیع کر لی جاتی ہیں۔ عیش وعشرت کی کثرت کی وجہ سے مفلسی کی تلخی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ حلم و خاکساری کے پھل غرور و سنگدلی کے کولھو میں پیلے جاتے ہیں اور عصمت کے شگوفے جوانی شعلوں کے سامنے کملا جاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔ اس بُرائی کا علاج یہ ہوگا کہ نیکی اور راستی کو تقویت اور سرفرازی بخشی جائے۔ کاش کہ ہمارا لشکر انسانی جنگ میں شامل ہو سکتا تو ہم نیکوں کو فتح بخشتے اور ظالموں کو تخت سے گرا دیتے بے رحموں۔ خونیوں اور لالچیوں کو تازیانۂ عبرت سے درست کرتے۔ راستبازوں کو اپنے ہتھیاروں سے مُسلح کر کے دنیا میں صلح و سلامتی قائم رکھتے۔ یہ سُنتے ہی جنگی فرشتوں کا لشکر جنگ کے جوش میں بھر گیا اور محض دنیا میں شاہی حکم کے انتظار میں تھا۔ پر بادشاہ کی طرف سے کوئی جھنڈوں یا نرسنگوں سے اشارہ نہ ملا۔ بلکہ تخت کے گرد سے نہایت سریلی راگنیں سُنائی دیتی تھیں۔

پھر یوریل فرشتہ کھڑا ہوا۔ جو نُور کی پوشاک سے ملبس تھا۔ اور جنکی حضوری تاریکی کو دور کرنیوالی اور محفل کو روشن کرنے والی تھی وہ میکائیل کی مانند تنا ور وجسیم نہ تھا۔ پر دماغی اور اخلاقی طاقت میں اُس سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ اُس کی عالمانہ گفتگو کیا تھی گویا محفل میں عقل کے موتی برستے تھے۔ اُس نے دھیمی آواز سے فرمایا کہ میں بھی دنیا میں صلح وسلامتی کا خواہاں ہوں اور باوجود ہمارا ایک ہی مقصد ہونے کے ہمارے وسائل مختلف ہیں۔ یہ میرے تجربہ کی بات ہے کہ جس کسی شخص یا قوم کو حکومت بخشی گئی انہوں نے اس کا بُرا استعمال کیا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ جابر و متکبر بنگئے۔ اہلِ اختیار اپنی حکومت سے خود اپنے تئیں برباد کر لیتے ہیں اور محکوموں پر جبر و تشدد کرتے ہیں۔ جب یوریل بول چکا تو ہوا کے جھونکے کے ساتھ اُن کو زمین سے گریہ وزاری کے نالے سنائی دیئے۔ قیدیوں اور غلاموں کی زنجیروں کی جھنکار اور فاقہ کش عورتوں اور بچوں کی آہیں سننے میں آئیں یوریل بولا۔ تم ان مظلوموں کی جگرسرد آہیں سُن سکتے ہو یہ بے انصاف حاکموں کی حکومت کے باعث نالاں ہیں۔ پس دیکھو حکومت کے باعث نجات نہیں۔ لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ ہم انسان کو زیادہ علم و حکمت عطا کریں۔ جہالت و بے علمی تمام تکالیف کی جڑ ہیں عملی جہالت کا نام بدی ہے اور بے انصافی محض دل کا اندھا پن ہے۔ اگر انسان کو زیادہ علم بخشا جائے تو بُرائی مٹ جائیگی جب انسان حق کو پہچانینگے اور آپس میں ایک دوسرے کے دل کے خیالات سے واقف ہونگے تو غلط فہمیاں اور جھگڑے رفع ہو جائینگے۔ اگر خدا اہم کو بنی آدم کے پاس نور کا چراغ دے کر بھیجتا تو جہالت اُس کے سامنے سے یوں زائل ہو جاتی جیسے آفتاب کی گرمی کے سامنے شبنم۔ یوریل کی گفتگو سُنکر دوسرے فرشتے مستعد ہو گئے کہ زمین پر عقل کے موتیوں کی بارش شروع کریں۔

رفائیل نے جواب دیا کہ سلیمان دنیا میں سب سے عالم و دانا مانا گیا تھا۔ پھر اُس نے عقل کو اپنی عیاشی کا ذریعہ بنایا۔ جبکی وجہ سے اُس نے کہا ہے کہ بہت علم جسم کو تھکاتا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ بنی آدم کا علم ناقص اور عقل ناتمام ہے۔

فرشتوں نے رفائیل کی طرف مخاطب ہو کر دیکھا کہ اُس کے چہرے پر مسکراہٹ اور تبسم کے آثار نمایاں تھے اُسکی گفتگو میں ایسی شیرینی اور سلاست تھی کہ اُسکی ہر بات سے محبت کے پھول برستے تھے۔



یوریل نے فرمایا یہ بالکل سچ ہے کہ حکومت خود اپنے تئیں تباہ کرتی ہے اور علم سے نجات نہیں۔ درد گناہ کا محض ایک مجرب و اکسیر نسخہ یہ ہے کہ ہم بنی آدم میں زیادہ محبت پیدا کریں۔ محبت کی کمی ہی سے حسد و حقارت زندگی کو تلخ کرتے ہیں۔ اور محبت ہی کی کمی سے عاقل و دانا سادہ دلوں کی تحقیر کرتے ہیں۔ جس سے غرور و گھمنڈ کا ڈنک ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ ان سب کا علاج فقط محبت ہے۔ جس کا پھل خوشی و خود نثاری ہے اور جسکی وجہ سے انسان خدا کی مانند بن سکتا ہے۔ پر یہ انسان کس طرح سے پیدا کیا جائے۔ یہ سنکر سب فرشتے خاموش ہو کر سوچنے لگے۔ اس خاموشی کے عالم میں ان کو امید کی پہاڑیوں کی طرف سے ایک شیریں و سریلی آواز یہ گاتی ہوئی سُنائی دی کہ مجھے معلوم ہے انسان کس طرح خدا کی مانند بن سکتا ہے۔ اُنہوں نے اُس طرف نگاہ کر کے قوس و قزح دیکھی۔ جو نزدیک آتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور جس کے نزدیک آنے پر تمام آسمان پر شفق مثل کھلے ہوئے گلاب کے پھیل گئی۔ اس گلاب کے بیچوں بیچ ایک ننھا سا فرشتہ نظر آیا جسکی سنہری زلفوں پر سبز پتیوں کا سہرہ بندھا ہُوا تھا اور وہ ہوا پر اس طرح تیرتا تھا جیسے کنول کا پھول پانی کی سطح پر۔ لہٰذا اُسے اُڑنے کے واسطے پروں کی ضرورت نہ تھی۔ اس عجیب ماجرہ کو دیکھ کر سب فرشتے کھڑے ہو گئے۔ جو مثل زندہ پھولوں کے ایک باغ کے معلوم ہوتے تھے۔ وہ سب اس بچے کا گانا سُننے لگے۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ انسان خدا کی مانند اس وقت بن سکیگا جب خدا خود انسان بنیگا۔ رفایل نے پوچھا کہ خدا کس طرح انسان بن سکتا ہے۔ بچے نے جواب دیا تم کو ابھی معلوم ہو جائیگا۔ رفایل نے کہا کہ اگر خدا انسان بنے تو اُس کو انسان کی طرح دکھ بھی اُٹھانے ہونگے۔ بچے نے کہا کہ ہاں۔ دکھ اُٹھانے ہی سے وہ دکھیا انسان کا ہمدرد بن سکیگا اور اُس کے آنسو دوسروں کے درد کی دوا ہونگے۔ یوریل نے کہا کہ اگر خدا انسان بنے تو ضرور ہے کہ وہ پہلے بچہ بنے۔ جو معصوم و حلیم ہو۔ اس حالت میں دنیا کے عالم اور بزرگ اُس کی حقارت کرینگے۔ بچہ نے کہا کہ بچہ ہی بنکر وہ بزرگوں کو تعلیم دیگا۔ کہ وہ آسمانی بادشاہت کے وارث ہونے کی خاطر مثل بچہ کے معصوم اور پاک دل بنیں۔ رفایل نے کہا کہ یہ بھید ہم خاص مقربین کو آج تک نہیں بتایا گیا۔ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جسکو یہ سب باتیں معلوم ہیں۔ بچہ نے جواب دیا۔ میں کرسمس بےبی ہوں جو کچھ عرصہ سے ایک کنواری بنام مریم کے پاکیزہ دل میں چھپا رہا ہوں۔ اور آج مجھکو بادشاہ نے بلایا ہے کہ اپنا آخری فرمان مجھے سُنا دے اور مجھے میرا نام اور کام بتا دے۔ آج زمین پر بڑا دن ہے۔ سو میں جلد جا کر بنی آدم کو خوشی بخشونگا۔ یہ کہتے ہی وہ مثل ایک ستارہ کے زمین کی طرف روانہ ہُوا۔ فرشتے اُس کے پیچھے بھاگے کہ دیکھیں وہ کونسا خوش قسمت انسان ہے جسکو یہ خوشخبری ملنے والی ہے۔ وہ شہر روم کی طرف دیکھنے لگے کہ شاید قیصر کے محل میں یہ بچہ نازل ہووے۔ پر اُس کی توجہ بالکل نہ اُدھر پائی۔ پھر اُنہوں نے ملک فلسفہ یعنی یونان کی طرف نظر کی کہ شاید وہاں وہ کسی بڑے فیلسوف کے گھر میں مولود ہو لیکن اُس کا رُخ اُدھر بھی نہ پایا۔ اس کے بعد ہند کے برفانی پہاڑ ہمالیہ کی طرف دیکھنے لگے کہ شاید وہ مہاتما گوتم بدھ جیسے کسی رشی کی آغوش میں جا اُترے پر بچہ کی توجہ اُدھر بھی نہ تھی۔ آخرکار دیکھا کہ تمام اختیارات علوم و بلندیوں کو برطرف کر کے بیت اللحم کی چھوٹی پہاڑیوں کی طرف اس بچہ نے رُخ کیا۔ وہاں تاریکی کے عالم میں ایک ٹوٹے پھوٹے مکان کے اندر ایک ٹمٹماتا ہُوا چراغ نظر آیا وہاں تھوڑی سی ہل جل مچ رہی تھی اور دکھ درد کی آواز آ رہی تھی وہ بچہ اس گمنام جگہ میں اتنی تکلیف کی گود میں جا اُترا۔ اُس کے اُترتے ہی اُنہوں نے پہچانا کہ یہ تو ہمارا خداوند بادشاہ خود انسان بنکر دنیا میں گیا ہے۔ جسکی بابت ہم ابھی گفتگو کر رہے تھے اور وہ سب کے سب یکایک پُکار اُٹھے قدوس قدوس قدوس اور گانے لگے کہ عالم بالا میں خدا کی تمجید ہووے زمین پر ان آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح۔ گڈریے جو اس وقت اپنے گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے یہ ماجرہ دیکھ کر ڈر گئے۔ ایک فرشتہ نے اُن سے کہا ڈرو مت کیونکہ تمہیں ایک بڑی خوشی کی خبر دیتا ہوں۔ جو تم سب کے لئے ہے کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہُوا ہے۔ جو مسیح خداوند ہے

مسز سردار خاں

اشتہار ضروری

ناظرین نورافشاں کی خدمت میں یہ غمزدہ دست بستہ عرض کرتا ہے۔ میرا قوت بازو (چھوٹا بھائی) جسکی عمر تخمیناً ۲۰ یا ۲۲ برس کی ہے۔ رنگ گورا قد لمبا۔ ناک اُٹھی ہوئی آنکھیں درمیانی۔ پوشاک اکثر دھوتی اور کوٹ اور صافہ پہنتا ہے۔ لڑائی پر عنقریب تین یا زیادہ سال تک نوکری کی ہے اور اُسکی ایک ٹانگ میں ٹخنہ سے اوپر گولی لگی تھی۔ سو قدرے لنگ کر کے چلتا ہے اور بائیں رُخسار پر ایک نشان چیچک کا ہے اور اس کا نام جیلیسپری جارڈون ہے جو کہ عرصہ دو سال سے گھر سے غائب ہے اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ملے تو خاکسار کے پاس اس کا پتہ بھیج دیگا۔ میں تازندگی شکر گذار رہونگا اور خدا بھی آپ کے پشت در پشت کو برکت دیگا۔

میرا پتہ یہ ہے:-

دی ۔ سی ۔ جارڈون
معرفت زنانہ ہسپتال پیپل منڈی
آگرہ

بڑے دن کے احساسات

دنیا میں بے شمار تہوار ایسے ہیں کہ جنکی بنا محض دنیاوی خوشیوں پر مبنی ہے۔ لوگ مذہبی باتوں کا کم خیال نہیں کرتے ہیں۔ مگر کھانے پینے کا زیادہ۔ ہم مسیحی لوگ اکثر غیر قوموں کے مختلف تہواروں میں حصہ نہیں لیتے اور نہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ مگر ہمارا ایک بڑا تہوار ہے جو خاص گروہ یا خاص فرقے سے تعلق نہیں رکھتا۔ مگر سبھوں کے لئے ہے۔ اب یہ تہوار قریب عالمگیر تہوار ہے۔ کیونکہ کم از کم دنیا کے سب لوگ اس کو جانتے ہیں۔ اس میں لینا دینا روا سمجھتے ہیں گو کہ اس کی صداقت کو نہیں پہنچے کہ یہ تہوار ہم کو کیا یاد دلاتا ہے۔ وہ ہم کو ایک عجیب اور بیش قیمت بخشش یاد دلاتا ہے جسے ۱۹۲۵ سال ہوئے کہ دنیا کو ملی تھی اور جو کوئی اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ یہ عجیب بخشش دنیا کو کس مطلب سے دی گئی تو ضرور ہے کہ اس کے دل میں بھی خواہش پیدا ہو کہ وہ بھی اس محبت کے لئے کچھ دے۔ خواہ وہ بڑے دن کی مبارکبادی ہی کیوں نہ ہو۔

اس سے پیشتر بھی لوگوں کو بخشش لینے کی خواہش ہوتی رہی اور جو کچھ دیا جاتا تھا اکثر اس کی قدر بھی پہچانتے تھے۔ اس عمدہ بخشش لینے کا جو دروازہ کھلا تھا اس کا راستہ اصطبل کو جاتا تھا۔ لیکن اب بھی برکت نذر کر لینے کا راستہ وہی ہے۔

وہ بڑے دن کا گیت جو کہ صرف چند گڈریوں کو سنایا گیا تھا اب وہ قریبا تمام دنیا میں گایا جاتا ہے اور وہ صلح کا پیغام جو کہ ان کو سنایا گیا تھا اب وہ کونسی جگہ ہے جہاں نہیں سنایا جاتا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کو خدا اپنی بڑی مہربانی سے ایک نوزائیدہ بچہ دیتا ہے تو دل میں ایک قسم کی خوشی اور منہ پر مسکراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور سخت سے سخت دل بھی نرم ہو جاتا ہے۔ وہ احساس و جذبہ ہے جس نے دنیا کے سخت دل کو زیادہ تر چھوا ہے وہ یسوع نام بچے کی ولادت و آمد تھی جسکو خدا نے ایک غریب اور خاکسار عورت کی گود میں دنیا کے واسطے دیا تھا جسکو اس نے اپنے آسمانی گھر سے نکال کر اس دنیا میں بے گھر کر دیا تھا تاکہ دنیا میں ہر ایک انسان کو موقع دیا جائے کہ وہ اسکو اپنی گود میں لیکر اس کو محبت اور پیار دکھلادے۔ یہی بات ہمارے دلوں میں جوش مارتی ہے۔ جس کے سبب سے ہم بڑے دن پر بچوں کی خوشی کا زیادہ خیال کرتے ہیں۔

ایک طرح سے یہ بچوں کا دن ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ وہ آدمی ایک بڑی برکت کا باعث ہوگا۔ جو باہر جا کر دوسرے غریب بچوں کی خوشی کا باعث ہو۔ کیونکہ وہ اس بڑے بادشاہ کے دوست ہیں جو دنیا میں آکر ایک غریب گھر میں پیدا ہوا۔ اگر ہم بادشاہ کی دعوت نہیں کر سکتے تو اسکے دوستوں کی تو ضرور کر سکتے ہیں۔

دنیا میں تمام لوگ اپنے کاروبار کرتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ ہم ان میں ایسے مشغول ہوتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کی ضروریات کو ذرا بھی محسوس نہیں کرتے اور معافی اور محبت میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس موقع پر اگر ہم اپنی خوشیوں کو ذرا بھلا کر دوسروں کا خیال کریں تو کام کرنے میں زیادہ خوشی معلوم ہوتی ہے۔

صدیوں کے تجربے سے ثابت ہے کہ یہ تہوار پرانی ناراضگیوں اور جھگڑوں کے دور کرنے کے لئے بہت اچھا ہے۔ کینے اور دشمنی سے کبھی انسان کو خوشی نہیں ہوئی۔ صرف معافی و محبت ہی کر سکتی ہیں۔ کیونکہ جو بات فوجیں اور طاقتیں پیدا نہیں کر سکتیں وہ یہ تہوار کر سکتا ہے۔ کیونکہ صلح کی تلوار ایک بڑے عالم کو مطیع کر سکتی ہے۔ جبکہ لوہے کی تلوار ہزاروں جانوں کو تباہ کر سکتی ہے۔ مسیح سلامتی کا شہزادہ ہے جو ہمارے دلوں کو ملا سکتا ہے۔ اس میں ہم کو دوسروں کی بہتری اور جو ظلمت کے سائے میں بیٹھے ہیں ان کے لئے روشنی ہے۔ اس تہوار کی رغبت و خواہش رکھنے والے کیا کیا خوشیاں محسوس نہیں کر سکتے۔ کن کن دعاؤں کن کن قصوں کا تصور ان کے ذہن میں نہیں آتا۔ ہم سے خوش نصیب کوئی بھی فرد بشر نہیں جسکا پیشوا صلح و سلامتی کا بادشاہ ہے۔

ایچ۔ اے لعل چند

قطعہ

چمکا تھا رات کو جو گڈریوں کے گرد نور
اور نوریوں کی فوج نے ان پر کیا ظہور
اور دی خبر انہیں کہ مجسم ہوا مسیح
پاؤ گے اس کو بیت لحم میں نہیں جو دور
جم غفیر وادی تاریک کا ہے جو
واقف نہیں وہ اسکو بتا دینا ہو ضرور
کب تھے فریسیوں کی طرح خواندہ یہ شباں
عرفانیت پر اپنی انہیں تھا نہ کچھ غرور
ہوتے ہی صبح پہنچے وہ سب بھیڑیں چھوڑ کر
سب کو بتا خوشی سے کہ تھے خود بھی پرسرور
سوچو ہے آفتاب صداقت اگر مسیح
کرتے ہیں سب مسیحی اگر اس سے کسب نور
جیسے کہ آفتاب جہاں تاب سے یہ چاند
ہر رات نور کرتا ہے حاصل بصد سرور
اور کرۂ زمیں پہ بچھاتا ہے چاندنی
شفاف صاف صورت بلور دور دور
نقش قدم پہ چلکے گڈریوں کے ہر قدم
ہم بھی مسیح پاک کے جلوہ کو دیں ظہور
کتنے ہیں ہم میں آج فریبی دراج آہ
کرتے ہیں روح پاک کا جو جان کر قصور

نور

اناجیل ثلاثہ اور مسیح کلمۃ اللہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

اہل یہود کے خیالات کے مطابق خدا کی دانش سلیمان میں مجسم ہوئی تھی۔ چنانچہ کتاب "سلیمان کی دانش" کے چھٹے باب کی بائیسویں آیت سے یہ امر ثابت ہو جاتا ہے وہاں لکھا ہے "لیکن دانش کیا ہے اور وہ کس طرح وجود میں آئی۔ اس کا حال میں تم کو بتاتا ہوں (اس کے بعد سلیمان کی پیدائش کا حال لکھا ہے) میں (یعنی سلیمان) اپنی ماں کے رحم میں گوشت بنا" وغیرہ" جس کا صاف طور پر مطلب یہ ہے کہ دانش نے سلیمان کی صورت میں مجسم ہو کر اس دنیا میں وجود اختیار کیا۔ یہ خیال اہل یہود میں عام طور پر رائج تھا۔ پس انجیل اول میں خداوند کا ایک قول نہایت معنی خیز ہے۔ خداوند اپنی زبان معجز بیان سے فرماتے ہیں کہ "دکھن کی ملکہ اس زمانے کے لوگوں کے ساتھ عدالت کے دن اٹھ کر انہیں مجرم ٹھہرائیگی۔ کیونکہ وہ دنیا کے کنارے سے سلیمان کی حکمت سننے کو آئی اور دیکھو یہاں وہ ہے جو سلیمان سے بھی بڑا ہے"۔ (متی ۱۲: ۴۲) پس خداوند مسیح کا اس قول سے مطلب یہ تھا اور اس کے سامعین نے بھی یہی سمجھا کہ دکھن کی ملکہ دنیا کے کنارے سے اس حکمت کو سننے آئی جو حضرت سلیمان میں مجسم تھی اور دیکھو اس جگہ خدا کی دانش کا افضل و کامل اوتار اور بہترین مظہر کھڑا ہے جس کے مقابلے میں دانش مجسم سلیمان ایک ناچیز انسان تھا؟ کیا یہ وہی تعلیم نہیں جو ہم کو انجیل چہارم میں ملتی ہے "کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال"؟ (یوحنا ۱: ۱۴)

خواجہ کمال الدین صاحب کو ہم دوبارہ یاد دلاتے ہیں کہ "اسرائیلی فلسفی حکیم فائلو" نے "لوگوس" کا ترجمہ دانش کیا تھا۔ جیسا آپ خود معترف ہیں "حکیم موصوف کی تصنیف میں لفظ لوگوس . . . . . . سے ان کی مراد عقل ہے"۔ صفحہ ۱۰۸ امید ہے کہ ان پر بھی یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ حکیم فائلو کا ماخذ یہودی کتب ہی تھیں۔ جن سے اس نے دانش کے تصور کو لیکر اپنے فلسفہ کی بنیاد قائم کی تھی۔ دانش کا تصور اہل یہود کی کتب میں عام طور پر مروج تھا اور فائلو کو اس لفظ کے لئے افلاطون کے پاس جانیکی ہرگز ضرورت نہ تھی۔ پس آپ کا یہ قول غلط ہے کہ "اس کا بانی افلاطون تھا" صفحہ ۱۱۱

انجیل اول کے ۱۱: ۲۵ میں لکھا ہے "اس وقت یسوع نے کہا اے باپ آسمان اور زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں۔ ہاں اے باپ کیونکہ ایسا ہی تجھے پسند آیا۔ میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا ہے۔ اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوائے باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوائے بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرنا چاہے" آپ انجیل چہارم کی کسی آیت کو چن لیں اور اس کے ساتھ اس آیت کا مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ آیا کسی قسم کا فرق موجود ہے۔ اگر ہم نے یہ نہ بتایا ہوتا کہ یہ آیت انجیل اول میں ہے تو ممکن ہے کہ بعض ناظرین کرام کے دل میں خیال پیدا ہوتا کہ ہم انجیل چہارم سے ہی اقتباس پیش کر رہے ہیں۔ انجیل چہارم میں لفظ "بیٹا" خداوند مسیح کے لئے مخصوص ہے اور بار بار ہم کو اس انجیل میں ملتا ہے۔ یہی لفظ مرقس ۱۳: ۳۲ میں بھی آیا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنخداوند اس لفظ کو اپنے لئے استعمال فرماتے تھے اور اس لفظ سے جو دعوے ظاہر ہوتا ہے وہ بے مثال ہے۔

اس آیت کے متعلق ایک اور امر قابل غور ہے "سلیمان کی دانش" کی کتاب میں دانش کی تعریف و توصیف میں لکھا ہے "وہ خدا کے علم کے رازوں کو جانتی ہے" (۸: ۴) جو کوئی سادہ ہو ادھر آئے جس کو جو دانش سے خالی ہے وہ کہتی ہے چلا آ (امثال ۹: ۴) "اے بے وقوفو دانش کو سمجھو اور اے جاہلو تم سمجھنے والا دل پیدا کرو"۔ (امثال ۸: ۵) ان آیات اور اسی طرح کی دوسری آیات کو انجیل اول کی مذکورہ بالا آیات سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مسیح اپنے آپ کو خدا کی حکمت اور دانش کا مجسم خیال کرتے تھے۔ اگر کسی کے دل میں اب بھی شک ہو تو وہ لوقا ۱۱: ۴۹ اور متی ۲۳: ۳۴ کا مقابلہ کر کے اس بات کے متعلق اپنی تشفی کر سکتا ہے۔ انجیل سوم ۱۱: ۴۹ میں ہے "اسی لئے خدا کی حکمت نے کہا ہے کہ میں نبیوں اور رسولوں کو ان کے پاس بھیجوں گی"۔ لیکن انجیل اول میں اسی سلسلہ میں خداوند مسیح فرماتے ہیں "دیکھو میں تمہارے پاس نبیوں اور داناؤں اور فقیہوں کو بھیجتا ہوں"۔ کیا ان مقامات سے ثابت نہیں ہوتا کہ آنخداوند اپنے آپ کو الہی دانش کا اوتار اور مظہر جانتے تھے!

انجیل اول ۱۱: ۲۸ میں ہے "اے محنت اٹھانے اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دونگا۔ میرا جوا اپنے اوپر اٹھا لو اور مجھ سے سیکھو۔ کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن تو تمہاری جانیں آرام پائینگی۔ کیونکہ میرا جوا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا ہے"۔

بن سیرہ کی کتاب اکلیزی ایسٹیکس میں جو یہودی کتب اپوکرفا میں شامل ہے ذیل کے الفاظ دانش کی نسبت لکھے ہیں جو مذکورہ بالا آیت کے الفاظ کے مطابق ہیں۔ "دانش کہتی ہے اے جاہلو تم میرے پاس آؤ اور تعلیم کے گھر میں

رہایش اختیار کرو۔ اپنی گردن دانش کے جوئے تلے کرو۔ اور اس سے سیکھو۔ اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ میں نے تھوڑی ہی محنت اُٹھائی اور مجھے کتنا آرام ملا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم دانش کے پاس آؤ تو تم آرام پاؤ گے۔" یہاں صاف معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مسیح اُن الفاظ کو دہراتے ہوئے یہ نہیں فرماتے کہ تم الٰہی "دانش کے پاس آؤ تو تم آرام پاؤ گے" بلکہ فرماتے ہیں "کہ تم میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دونگا۔ پھر آنخداوند یہ نہیں فرماتے کہ اپنی گردن دانش کے جوئے تلے رکھو اور اس سے سیکھو۔ بلکہ وہ فرماتے ہیں میرا جُوا اپنے اوپر اُٹھا لو اور مجھ سے سیکھو۔" پس صاف ثابت ہوتا ہے کہ خداوند مسیح اپنے آپ کو مجسم الٰہی دانش یا لوگوس خیال فرماتے تھے ۔

ذاتِ او عقل مجسم آمد

انجیل اول کی ایک تمثیل (۱۳: ۴۴) میں خداوند فرماتے ہیں "کہ آسمان کی بادشاہت کھیت میں ایک چھپے ہوئے خزانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے پاکر چھپا دیا اور خوشی کے مارے جاکر جو کچھ اُس کا تھا بیچ ڈالا اور اس کھیت کو مول لے لیا۔" یہاں الفاظ "آسمان کی بادشاہت" سے مراد خداوند مسیح خود ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ خداوند مسیح ایک پوشیدہ خزانے کی مانند ہیں۔ اس آیت کا مقابلہ ایوب کی کتاب ۲۸: ۲۱-۱۲ کریں۔ جہاں دانش ایک پوشیدہ خزانہ قرار دی گئی ہے۔ "دانش کہاں ملتی ہے اور فہم کا مقام کہاں ہے ۔ ۔ ۔ خرد کا حاصل لعلوں سے زیادہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ چونکہ وہ سب زندوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔" "میں ہی دانش ہوں ۔ ۔ ۔ میں اُن کو جو مجھے پیار کرتے ہیں اچھے مال کے وارث کروں اور اُن کے خزانے معمور کروں (امثال ۸: ۲۱) اس مقام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند مسیح اپنی ذات کو مجسم الٰہی دانش تصور فرماتے تھے۔ اگر یہ بات حق ہے (اور ہم نے اس کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے) تو خداوند مسیح آیت سے مابعد آیات کا بھی اطلاق اپنے اوپر ضرور کرتے تھے۔ جہاں یہ لکھا ہے "خداوند اپنے انتظام کے شروع میں مجھے (دانش کو) رکھتا تھا۔ اپنی صنعتوں سے پیشتر قدیم سے۔ میں (دانش) ازل سے مقرر ہوئی۔ زمین کی پیدائش کی ابتدا سے پہلے۔ میں اس وقت پیدا ہوئی جبکہ گہراؤ نہ تھے اور چشموں کے مکان پانی سے بھرے نہ تھے۔ میں پہاڑوں کے قائم کئے جانے کے پیشتر اور ٹیلوں سے آگے پیدا ہوئی۔ ہنوز اس نے نہ زمین بنائی تھی نہ میدان بلکہ دنیا کا پہلا ڈھیلا بھی نہ تھا میں اس وقت تھی جبکہ اُس نے آسمان بنائے اور سمندر کی سطح پر دائرہ کھینچا۔ جس وقت اُس نے اوپر کی طرف بدلیوں کو مقرر کیا اور جس وقت اُس نے گہراؤ کے چشموں کو زور بخشا۔ جس وقت اس نے سمندر کی حد ٹھہرائی کہ پانی اُس کے حکم سے باہر نہ جائیں۔ جس وقت اُس نے زمین کی نیویں ڈالیں اس وقت میں پروردہ کی مانند اس کے ساتھ تھی اور میں روز روز **اس کی خوشنودی تھی**۔ ہر وقت اُسکے حضور خوشنود کا کرتی تھی۔ (امثال ۸: ۳۰-۲۲)

پس جب خداوند مسیح اپنی ذات کو مجسم الٰہی دانش یا لوگوس تصور کرتے تھے تو انکا یہ خیال بھی ضرور تھا کہ وہ ابتدا سے پہلے خدا کے ساتھ تھے اور قدیم سے الٰہی کی خوشنودی تھے۔ کیا یہ وہی الفاظ نہیں جو انجیل چہارم میں ملتے ہیں۔ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ ساری چیزیں اُسی کے وسیلے سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں کوئی چیز بھی اُسکے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ یہ خیالات خود خداوند مسیح کے دل اور ذہن کے خیالات ہیں۔ انکی تعلیم کے تمام الفاظ میں یہ خیالات نہاں ہیں اور جیسا ہم نے ثابت کر دیا خداوند کی تعلیم کا یہ ایک جزو عظیم ہیں۔ لیکن خواجہ کمال الدین صاحب کے الفاظ کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں کہ فلسفہ کلام کا ماخذ لفظاً لفظاً ۔ ۔ ۔ وہ فلسفہ مانا گیا ہے ۔ ۔ جسکا بانی افلاطون تھا" (ص۱۱) اور پھر فرماتے ہیں صاف صاف الفاظ میں کلام کے متعلق حکیم موصوف (فائلو) نے وہی عقائد اور وہی باتیں بیان کی ہیں جو مسیحی کلیسیا کی روح رواں ہیں (ص۱۱)" ہم نے اوپر ثابت کر دیا ہے کہ خداوند مسیح کے الفاظ آپ کے خیالات آپ کے مادی "فلسفہ کلام کے ماخذ تھے۔ یہاں "افلاطون کا دخل ہے" نہ "یہودی کا اسرائیلی فلسفی" فائلو کا وہ بچارے کس گنتی میں تھے۔ خداوند کے کلام ہی سے تمام ہم نے ثابت کر دیا کہ یہ تمام "دعاوی" جو مسیحی کلیسیا کی روح رواں ہیں۔ خود خداوند مسیح کے خیالات کا نتیجہ ہیں اب خواجہ صاحب ہی ہم کو بتلائیں کہ کس طرح کلیسیائی فلسفہ کی بنیاد جس سے مسئلہ تثلیث اخذ کیا گیا کچھ تو انجیل یوحنا کی ابتدائی آیات نے اور کچھ پولوس کی تحریرات نے ڈالی تھی (ص۱۲) ہم نے اوپر ثابت کر دیا کہ اس مسئلہ کا "ماخذ" اور "سرچشمہ" خود مسیح کو نہیں تھے۔ اور انہی خیالات کو ہم صرف یوحنا کی انجیل میں ہی نہیں بلکہ چاروں اناجیل میں پاتے ہیں اور صرف انجیلوں کے تذکرات میں ہی نہیں بلکہ کلمۃ اللہ کی تعلیمات میں پاتے ہیں۔ یہ خیالات آنخداوند کے اپنے ذہن کے تھے اور خارجی اسباب نے اناجیل کے اندر نہیں بھر دیئے "یوحنا" اور "پولوس کی تحریرات" نے ان خیالات کو واضع کر دیا۔ لیکن انکی بنیاد خود کلمۃ اللہ نے رکھی۔ یوحنا اور پولوس نے کوئی نئی بات اپنے اذہان سے پیدا کر کے نہیں رکھی۔ نہ ہی "افلاطون" یا "فائلو" کی تصنیفات ان خیالات کی ذمہ وار ہیں ۔

برکت اللہ

نور افشاں کے لئے نئے خریدار پیدا کیجئے۔

ہُوا مسیحا جو آج پیدا ہُوا نرالا نجم ہویدا
جو جاکے بیت الحم کو دیکھا تو اس پہ اختر چمک رہا ہے

چمن میں بادِ بہار آئی نویدِ جانِ فزا وہ لائی
ہوئی زیارت کی وہ بیتابی کہ ساغرِ دل چھلک رہا ہے

چلیں زیارت کو آج ان کی ہو مہرہم پہ جو آج ان کی
نے کہ رحمت تو بانہ حوا اپنی قمر پڑا کیوں سسک رہا ہے

قصیدہ بتقریب یادگار عید ولادت پرسعادت آنخداوند خدایگان خالق عالم و عالمیان مالک زمین و آسماں یسوع المسیح ابن اللہ

فلک سے تا زمیں اور زمیں سے تا بہ فلک
شمال و مشرق و مغرب جنوب کی حد تک
سمائی جس کی نہ ہوتی سماسے تا بہ سمک
شگفتہ ہوئے یہ دن ہیں بشکل گل یک یک
نبا خدائی جہاں آج آپ ہی طفلک
جو آفتابِ صداقت کا نام ہے مرقوم
یہ نام ایسے ہے کالے حروف میں روشن
چمک سے اُسکے ہے آنکھوں میں دوپہر کو وہ چوندھ
کھلے رہے کسی شاہ کی آمد آمد میں
کلیم گر گئے پطرس بھی ہوگئے بے خود
فلک سے نور جو چمکا زمیں ہوئی روشن
نزولِ روح قدس ہو جو آگ کی صورت
ہمیں ہے سوزِ محبت مسیح کا درکار
ہم آدھی رات کو آمد کا دیکھ لیں منظر
ہم اُس کی حمد میں موتی پرو رہے ہیں آج
ہر ایک پہلو میں دل کی طرح ہے یہ طفل
نہ چھیڑ دنہ اہدِ خشک آج بھر کے جی پی لیں
وہ ہے سرور تو لو کہ ڈگمگاتے ہیں پاؤں

بنائی نور کے ذروں سے کہکشاں نے سڑک
شگفتہ ہے گلِ داؤدی اُڑ رہی ہے مہک
پڑا ہے چرنی میں کیسا بنا ہُوا طفلک
کسی کے دل میں نہ ہو آج خارِ غم سے کھٹک
سجا گئے کہ اب ان ننھے بچوں کی ہو ہنک
نقاط تارے سے ہر صفحہ پر رہے ہیں چمک
سیاہ ابر میں برقِ طپاں کی جیسے دمک
اندھیری رات میں کوندے کی جس طرح ہو لپک
لگے نہ دیدۂ مردم کی شب پلک سے پلک
کہیں ذرا سی تفرا گئی تھی ان کو جھلک
ہے ایک ہی سے مسرت سماسے تا بہ سمک
جلا دے وہ چمنِ طبع کے گلِ خار و خسک
جب آبلہ ہی نہیں تب ہو اُس میں کیسے تپک
نہ جائے دیدہ بیدار اگر ہمارا جھپک
خدا کا فضل ہے اور پاک روح کی ہو کمک
کسی کے دل میں کسک ہو نہ ہو جگر میں سِک
خوشی کی مے سے پیالے رہے ہیں دل کے چھلک
ہر ایک بزم میں عرفاں کی مے رہی ہے ڈھلک

اس آفتاب صداقت کے جب قدم آئے
ہم اسکے دوست نہ دشمن اے خدا نہیں۔
ہیں ایسے رند قدح نوش روح سے سرشار
ہمینۂ الفتِ مینے میں کم جو بیٹھے ہیں۔
مسیحی نور کے والنتیر ہیں یا یہ طفل
مجوسیوں کی طرح ہم بھی کر کے جاسوسی
مجوسی گو کہ نہ واقف تھے چلدئے تو بھی
بٹھاؤں پتلیوں میں اور جگہ دوں آنکھوں میں
بجھی ہے چاندنی شفاف دھوپ سے بڑھکر
ہر دو کا جو دھواں اٹھا ہے رعب سے سینہ
ہیں ہر ایک بشر سے بخندہ پیشانی
خدا نے اس کے بوسے ہمیں خرید لیا
کہے اگر لبِ مینا کہ قتل ہُوا مل کا
گو پارسا ہوں پر اُسکی جلن سے بچتے رہوں
لکھوں وہ نظم کہ حاسد بھی واہ واہ کہے
نہیں یہ مرد نہیں منتخب ہوئیں مریم
خدا نے آپ ہی مریم میں زندگی بھیجی
ملا دی ذریت آدم کی خاک میں لیکن
چلو دکھائیں بیاباں اکھاڑے میں
زمیں پر سرِ جنگ اس سے کھائینگے منہ کی
زمیں پہ گر کے کیا سجدہ عاجزوں کی طرح
فضا ہماری خوش الحانیوں سے گونج اٹھے
سمائی ہو نہیں سکتی جو ذات بے حد کی
ہو بار یاب شہنشاہ ذوالجلال مسیح
بلند و پست و نشیب و فراز کوئے کر
چھپیں نہ روح قدس کے جوش میں ہیں چور
جلائیں آج بڑا دن ہے روشنی ہو بڑی
رہیں حکم شریعت تھے ہم سزا کے لئے
لپیٹا کپڑے میں چرنی میں رکھ دیا کہ نہ تھا
سمع خراشیِ احباب ہے وہ اے منت

گھٹی ہے تیرگیٔ شب دبا کے پاؤں کھسک
جو ساتھ کھاتا ہے نکلے کہیں نہ کوئی تنگ
جو آج زاہدِ خشک آئے ہیں تو پاتے وہ رنگ
لگی ہے آج عدالت کی اُنکی عرش پہ لٹک
پٹا خد ہیں کہ سلامی کی اُڑ رہی ہے تشتک
پہنچ ہی جائینگے چرنی تک اور نہ ہوگی اٹک
ستارا راہنما تھا نہ جائیں راہ بھٹک
بچھاؤں زیرِ قدم فرش کی طرح سے پلک
رہا ہے نور گڈریوں کے اردگرد چمک
یروشلم کے بھی دل میں ہے خوف سے دھکدھک
شکن جبیں پہ نہ ڈالے مزاج کی گھنگھک
اُدھار کھائے تھے جب خوں پہ جان کے گاہک
صراحی دے وہیں ساغر کے منہ پہ سر کو ٹپک
اگر کباب ہو ناصح کے دل کا بھر کر کوک
اور اس کے رشک سے سینہ حسد کا جائے تڑک
ملا یہ طبقۂ نسواں کو فخر زیرِ فلک
ہلاکت آئی تھی حوا کی ذات سے جو تک
اسی سے کھائی ہو شیطان نے منہ کی پائی ہو زک
ہے چاروں شانے چت ابلیس نے وہ کھائی پٹک
جب اعتراض کی ان پہ جو بیگا یہ منک
یہ بادشاہ تھے شاہانہ ان کی ہوگی ترک
فلک پہ پہنچے وہ طبلہ کی تھاپ کی ہو گمک
حدیں بسیط نہیں کی کچھ اور جائیں سرک
وسیع وارفع ترین چاہئے ہوں اب فلک
بستر زمیں پہ جھکیں آسماں ہو خم ہوں ملک
غراب گا بجرس تانڈی جھنگ سینہ ٹھک
چراغ تنبیاں کافوری شمع لیمپ ترلک
یہ رہن نامہ اسی نے کرا دیا منسک
لحاف اوڑھنے کو اور بچھانے کو توشک
جو کی ہے پائے شکستہ کے درد میں کیک
منت

عید کرسمس

مخمس

(از قلم ایس - وکرڈ اشک)

کافور ہوا قافلہ اب دورِ خزاں کا   زمان آگیا ہے سرشبہ کون و مکاں کا
ہنگامہ گرم شاعرانِ شیریں دہاں کا   وقت آگیا ہے طوطیِ اعجاز بیاں کا
آئی چمن میں کوکبۂ خسرو بہار

گرد و غبار چھوڑ گیا گلشن کا یک قلم   آیا ہے نسیم جان عنادل کے دم میں دم
اٹکھکیلیاں ہیں کر رہے خوش ہو کے دم بدم   منشیِ چرخ نے کیا فرمان یہ رقم
سبزہ اُگے نشاط ہو جاری ہوں آبشار

عرصہ ہوا تڑپتے تھے مرضِ گناہ میں   آتا نہ تھا نظر کچھ اثر اپنی آہ میں
درماں کو ہم ترستے تھے حالِ تباہ میں   کوئی نہ لے سکا ہمیں اپنی پناہ میں
بڑھ کر خارِ مے سے تھا معاصی کا خمار

آتے ہیں اہلِ علم کیوں نذریں لئے ہوئے   ہیں عزمِ زیارت کا یہ کس کی کئے ہوئے
ہیں جام شوقِ دید کا گویا پئے ہوئے   اس دن کی ہوں اُمید پہ جیسے جئے ہوئے
مشرق میں یہ ستارہ ہوا کیسا آشکار

نغمے ہیں ایسے جانفزا کانوں میں آرہے   گویا ملک ہیں چرخ پہ تانیں اُڑا رہے
کچھ حکمِ حق سے مژدہ ہیں ایسا سنا رہے   شاداں ہیں جیسے پھولے سما رہے
سجدے کو چل دیئے ہیں دل و جان سے نثار

فرزندِ خدا آگیا عالم میں لے نجات   شفقت کرم خلاصی و اُلفت ہے اسکی ذات
مرہم لگاتی زخمِ دل پہ اُن کی بات بات   بیت اللحم سے جاری ہوا چشمۂ حیات
مرضِ گناہ سے چھوٹ گئے دل کو ہوا قرار

اے خالقِ دو عالم و رزاقِ ہر بشر   تابندہ کواکب و رخشندہ ہے قمر
ہر فیض سے تو اشک کو اس طرح باخبر   تیری نجات سے کرے اوروں کو بہرہ ور
ہو ابرِ کرم سے ترے پژمردگی فرار

اے اسکوائران انگلش

آل دی پیپل آٹ ٹو بے   جیزس لائف ٹرتھ اینڈ وے
کیم اینگ اس ٹو اسٹے   ہیپی ہیپی کرسمس ڈے

منت

بڑے دن پر ایک نظر

(بغیر اضافت)

بڑا دن ایک واقعی ہے ہم یقین کر چکے
کلیسیا کو اختیار ہے کشاد و بست کا
گمان یہ رکھتے ہیں یقیں کے قریب تر
کنواری کنیاں سے جو کہ مرد سے تھی بے خبر
خدا پسرِ ازل ہے جو کہ تھا خدا کے ساتھ ہی
گناہ کر کے آدمی خدا سے دور ہو گیا
رہی نہ وہ خدا سے جو قربت اُسکو تھی نصیب
خدا سے بات چیت تھی جو دوستانہ طور سے
گناہگار آدمی اُسے تھا بیشتر عزیز
غرض یہ بات ہے بڑی کہ آدمی بنے خدا
پھر اُس سے بھی بڑی یہ بات ہو سمجھ سے دور تر
خدا اور آدمی کی ذاتیں دو ہوں اور ایک شخص
پھر اُس پہ بات یہ بڑی کہ ہم سبھوں کا بوجھ اُٹھائے
غرض انہیں امور پہ لحاظ کر کے غور سے

محققین اس کے حق میں چھان بین کر چکے
یہ اُس سے ہے جو منتظم ہے ہر بلند و پست کا
مسیحی واعظوں سے سنی ہے جب یہ خبر
یہودیہ کے ملک میں ہوا مسیح جلوہ گر
خدا نے دے دیا کل انتظام اُس کے ہاتھ میں
ملال جس سے زندگی کا کل سرور ہو گیا
فراق بن کے رہ گئی جو صحبت اُسکو تھی نصیب
بدل گئی وہ دشمنی میں سب حسد کے جور سے
دیا خدا نے تب مسیح کو جو ہے پسر عزیز
خدائی شان اور الوہیت کے ذریعے ہو جدا
کہ کنواری عورت اپنے آپ ہی سے جنے پسر
تمام شخص یہ ہوں پھر بھی اُن میں ایک نیک شخص
گناہ ہم کریں ہمارے بدلے ہیں موت وہ پائے
بڑا دن اُسکو دیا خطاب خاص طور سے

ابھی وہ دن آئے جس میں انڈیا کے خاص و عام
بڑا دن اور بڑی خوشی میں ہوں شریک والسلام

ک - ن - منت کانپور

ایک مرقع اردو میں

چاہئے بولیں کل انسان   یسوع ہے راہ حق اور جان
آیا ہم سب کے درمیان   خوشی خوشی یوم کلاں

رباعی

ہے صلح و سلامتی سے پُر نور جہاں   اندھیر رواں دواں ہے افتاں خیزاں
کھول آ کے یہ ورت اپنی آنکھیں اور دیکھ   سچائی کا آفتاب ہے نور افشاں

رباعی

خوشخبری مسیح کی یہ پھیلاتی ہے   اور سال بسال آگے بڑھ جاتی ہے
دی بیت لحم میں جو گڈریوں نے ندا   اب تک وہ صدائے بازگشت آتی ہے

منت

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نورافشاں ایمپریس روڈ لاہور کے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا چند صاحب پروپرائٹر چھپا